Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.110, 2018 pp 69 - 78

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۹، جنوری۔مارچ ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۰

فیہ مافیہ، ایک جائزہ

☆ ڈاکٹر عظمیٰ عزیز خان

Abstract:

Persian Literature is very rich in the fields of "Malfuzaat". The article describes the back ground of such literature. It also enlighten the importance of Malfuzaat. Specially the book Feeh-e-Maafeehe which is very famous in Sufi world. It consists on the spiritual and mystic sayings of Molana Jalal-ud-Din Roomi.

فیہ مافیہ، مولانا جلال الدین رومی (م: ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) کے ملفوظات پر مشتمل فارسی کے عرفانی ادب کی ایک قابل قدر کتاب ہے۔ رومی کے اس مجموعۂ ملفوظات سے پہلے بھی **فیہ مافیہ** کے نام سے چوتھی صدی ہجری میں **ابوسہل محمد بن محمد بن علی انماری** کی ایک کتاب موجود تھی (۱)۔ **فیہ مافیہ** کے نام کے سلسلے میں بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کا نام **مولانا رومی** نے **ابن عربی** (م: ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کے ایک شعر سے اخذ کیا ہے (۲)۔ عین ممکن ہے کہ ابن عربی نے **ابوسہل** کی کتاب سے استفادہ کیا ہو اور بعد میں یہی شعر **مولانا رومی** کی نظر سے بھی گزرا ہو۔ یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ یہ سب توارد محض ہو۔ مختلف نسخوں میں **فیہ مافیہ** کے نام **الاسرار الالھیہ** اور **الاسرار الجلالیہ** بھی تحریر کیے گئے ہیں (۳)۔ **مولانا رومی** نے اپنی **مثنوی معنوی** میں اس کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کا نام مقالات لکھا ہے (۴)۔

☆ پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج ونڈالہ دیال شاہ، شیخوپورہ۔

لیکن اس سلسلے میں یہ احتمال بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ **مولانا رومی** کے زمانے میں اسے معارف یا مقالات کہا جاتا ہو، جیسا کہ ان کے سلسلہ طریقت کے دیگر ملفوظاتی مجموعے معارف یا مقالات ہی کے نام سے موسوم تھے مثلاً معارفِ بہاولد، معارف برہان الدین محقق ترمذی اور مقالاتِ شمس تبریزی۔

فیہ مافیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے اسی میں ہے جو کچھ اس میں ہے (۵)۔ یہ ملفوظات مولانا روم کی ان گفتگوؤں پر مشتمل ہیں جو انھوں نے اپنی مجالس میں مختلف مواقع پر کیں۔ ان میں سے بعض نجی نوعیت کی ہیں اور بعض دینی، اخلاقی، عرفانی اور پند و موعظت کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ یہ بات چیت زیادہ تر ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو **مولانا رومی** کے مریدِ خاص اور وزیر سلطنت **معین الدین پروانہ** (م: ۶۷۷ھ/ ۱۲۷۸ء) ان سے اخلاق و عرفان کے موضوعات سے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ لیکن ان گفتگوؤں میں جا بہ جا وہ دیگر حاضرین مجلس سے بھی مخاطب نظر آتے ہیں۔ یوں ان کا دائرۂ خطاب ایک فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ وسعت پا کر ہمہ گیر ہو جاتا ہے۔

مولانا رومی کی محفلوں میں ان کے بیٹے **سلطان بہاء الدین ولد** (م: ۷۱۲ھ/ ۱۳۱۲ء) بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ **سلطان ولد** اور بعض دیگر مریدین **مولانا رومی** کی ان گفتگوؤں کو ذہن نشین کر کے لکھ لیا کرتے تھے اور بعد میں ان نوشتوں کا تقابل بھی کیا کرتے تھے۔ **مولانا رومی** کی وفات کے بعد غالباً **سلطان ولد** نے ان تمام تحریروں کی تدوین کی جو (۷۵۱ھ/ ۱۳۵۰ء) میں مکمل ہوئی (۶)۔ قدیم نسخوں سے یہ شہادت بھی ملتی ہے کہ اس کے بعض ابتدائی حصے خود **مولانا رومی** کی نظر سے بھی گزرے تھے۔

فیہ مافیہ کے خطی نسخوں کی دستیابی سے پہلے تک اس کے موضوع اور اس کی اہمیت سے اکثر و بیشتر محققین قطعی طور پر لاعلم تھے۔ محض چند قیاس آرائیاں تھیں جو اس سلسلے میں کی گئی تھیں۔ مثال کے طور پر مشہور مستشرق پروفیسر **آر اے نکلسن** (م: ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے **انتخابات دیوان شمس تبریز** کے مقدمے میں لکھا ہے کہ **فیہ مافیہ مولانا** کا ایک رسالہ ہے جو تین ہزار بیت پر مشتمل ہے (۷)۔ برصغیر پاکستان و ہند کے معروف محقق مولانا **شبلی نعمانی** (م: ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۶ء) کے نزدیک **فیہ مافیہ معین الدین پروانہ** کے نام لکھے جانے والے خطوط تھے (۸)۔ گویا جب **شبلی نعمانی** یہ تحریر کر رہے تھے تو اس وقت تک **فیہ مافیہ** کے ساتھ ساتھ **رومی** کے خطوط بھی نظروں سے اوجھل تھے۔

دستیاب معلومات کے مطابق **فیہ مافیہ** کی ابتدائی اشاعتیں ایران سے شائع ہوئیں جن کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ پہلی اشاعت ۱۳۱۸ش/ ۱۹۰۰ء میں **کتاب فروشی جہان نامہء شیراز** سے شائع ہوئی۔ (۹)
۲۔ دوسری بار یہ کتاب ۴-۱۳۳۳ش/ ۱۶-۱۹۱۵ء میں **مطبع سید مرتضٰی، تہران** سے شائع ہوئی۔ (۱۰)

برصغیر میں **فیہ مافیہ** سب سے پہلے ۱۹۲۸ء میں مشہور محقق **مولانا عبدالماجد دریابادی** (م: ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) نے **اعظم گڑھ** سے شائع کی (۱۱)۔ انھوں نے اس کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ انھیں ۱۹۲۰ء میں ریاست رام پور، ہندوستان کے سرکاری کتب خانے سے **فیہ مافیہ** کا ایک قلمی نسخہ ملا جو بوسیدہ حالت میں تھا۔ ۱۹۲۳ء میں انھیں **حیدر آباد دکن** سے بھی دو اور نسخے اور مل گئے جس میں سے ایک نسخہ **کتب خانہء آصفیہ** کا تھا جو صحتِ متن کے حوالے سے نسبتاً بہتر تھا۔ بعد میں پروفیسر **نکلسن** کی وساطت سے ۱۹۲۴ء میں انھیں ایک اور نسخے کی نقل ملی جو **استنبول** کے چار قلمی نسخوں سے مقابلے کے بعد تیار کرائی گئی تھی۔ چند صاحب علم دوستوں کی مدد سے مولانا **عبدالماجد دریا بادی** نے مختلف نسخوں کا حتمی تقابل اور تدوین کر کے اسے شائع کر دیا۔ اس کام میں انھوں نے استنبولی نسخوں کی عبارت کو صحت متن کے حوالے سے ترجیح دی مگر کہیں کہیں **حیدر آباد دکن** والے نسخوں خاص طور پر **کتب خانہء آصفیہ** والے نسخے کی عبارت بھی اختیار کی (۱۲)۔

فیہ مافیہ کے سلسلے میں کام کرنے والوں میں ایک اہم نام ایران کے نامور محقق پروفیسر **بدیع الزمان فروزانفر** (م: ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)) کا بھی ہے۔ ان کے پاس **فیہ مافیہ** کا ایک نسخہ موجود تھا اور دوسرا انھوں نے **کتاب خانہء ملی ایران** سے حاصل کیا۔ اس کی کتابت ۸۸۸ھ/ ۱۴۸۴ء) میں ہوئی۔ ان دونوں نسخوں کا تقابل انھوں نے ایرانی محقق ڈاکٹر **محمد معین** سے کروایا۔ بعد میں ترکی کے ڈاکٹر **غانلوی** کے توسط سے انھوں نے استنبولی نسخوں کے عکس حاصل کر کے **کتاب خانہء ملی** کے نسخے سے ان کا تقابل کیا اور اس طرح **فیہ مافیہ** ۱۹۵۰ء میں **تہران** سے کتابی شکل میں شائع کی (۱۳)۔

فیہ مافیہ کی ایک اور اشاعت بہ اہتمام **مہر آبادی** بھی ہوئی ہے جو درحقیقت استاد بدیع الزمان فروزانفر کی تدوین ہی کا چربہ ہے اور چنداں اہم نہیں (۱۴)۔

حسین حیدر خانی نے بھی **فیہ مافیہ** کے سلسلے میں کام کیا ہے جو ۱۳۷۵ش/ ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ اس کے اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں (۱۵)۔

اس کے علاوہ **توفیق ھ سبحانی** (۱۶) اور **جعفر مدرس** (۱۷) کے **فیہ مافیہ** پر کیے جانے والے کاموں کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق معروف ایرانی رومی شناس ڈاکٹر **محمد علی موحد** بھی **فیہ مافیہ** کی تدوین نو کر رہے ہیں (۱۸)۔ امید کی جاتی ہے کہ موحد کی تدوین کئی حوالوں سے پہلی اشاعتوں سے بہتر ہوگی۔

فیہ مافیہ کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں جن میں **اے۔ جے۔ آر بری** (۱۹)، **وویلر تھیکسٹن** (۲۰)، **ملیحہ اولکر** (۲۱)، **عبدالباقی گولپنارلی** (۲۲) اور **این میری شمیل** (۲۳) کے تراجم شامل ہیں۔ **فیہ مافیہ** کا اردو ترجمہ جو **ملفوظات رومی** کے نام سے شائع ہوا ہے (۲۴)۔ اردو میں **فیہ مافیہ** کا اشاعت پذیر ہونے والا غالباً یہ پہلا اور تا حال آخری ترجمہ ہے۔ مترجم نے اس کے دیباچے میں ان تمام باتوں کی وضاحت کی ہے جنھیں ترجمے کے دوران پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ ترجمہ نہ صرف تصوف کا ذوق رکھنے والوں بلکہ **مولانا** کے ان عقیدت مندوں کے لیے بھی گراں قدر خدمت ہے جو فارسی زبان سے نابلد ہیں۔

مولانا کی تصانیف میں **فیہ مافیہ** واحد نثری کتاب ہونے کی وجہ سے بے حد اہمیت کی حامل ہے، گو یہ ان کی براہ راست تصنیف نہیں ہے۔ **مثنوی معنوی** اور **دیوان شمس تبریز** میں جو بنیادی تصورات اور موضوعات زیر بحث آئے ہیں، **فیہ مافیہ** میں تقریباً ان ہی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس لیے ان کے منظوم کلام کو سمجھنے کے لیے **فیہ مافیہ** کا پڑھنا بے حد مفید ہے۔ یہ مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کیوں کہ **فیہ مافیہ** نثر ہونے کی وجہ سے اوزان وبحور اور قافیہ وردیف کی تمام پابندیوں سے آزاد ہے اس لیے اس کے ذریعے افکارِ **مولانا** کی ترسیل نسبتاً زیادہ بہتر طور پر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کہنا بے جا طور پر درست ہوگا کہ **فیہ مافیہ** کو پڑھے بغیر **مثنوی معنوی** اور **دیوان شمس تبریزی** کی بہتر اور کامل تفہیم مشکل ہے (۲۵)۔

یہ کتاب **مولانا** کی شخصیت، ان کے نظریات اور اخلاق و کردار کو جاننے اور سمجھنے کے حوالوں سے بھی بے حد مفید ہے کیوں کہ اس میں ان کی ذات کے کئی پہلو نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جگہ اپنے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری فطرت ایسی ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کے دل کو ٹھیس لگے۔ یہ جو سماع کے دوران کچھ لوگ مجھ پر گرتے ہیں اور کچھ ساتھی انھیں منع کرتے ہیں، مجھے یہ روکنا اچھا نہیں لگتا اور میں نے کئی بار کہا ہے کہ میری خاطر کسی کو بھی کچھ نہ کہیے، میں ہر صورت میں راضی ہوں (۲۶)۔

چغل خوری اور عیب جوئی خطرناک اخلاقی بیماریاں ہیں، ان سے منع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تمھیں اپنے بھائی میں کوئی عیب دکھائی دیتا ہے تو وہ عیب خود تم ھی میں ہے۔ دنیا آئینے کی طرح ہے تمھیں اس میں اپنا ہی عکس دکھائی دیتا ہے۔ تم اپنے آپ سے وہ عیب نکال دو کیوں کہ تمھیں دوسرے کی طرف سے جو دکھ پہنچتا ہے، اپنی ہی طرف سے پہنچتا ہے (۲۷)۔ اس نفسیاتی مسیحائی سے انسانوں کے بہت سے دکھوں کا بہ خوبی ازالہ ہو سکتا ہے۔

مولانا کے بلند شعری مرتبے سے سبھی واقف ہیں لیکن شعر و سخن اور اس کے بارے میں ان کے

خیالات سے مکمل آ گاہی **فیہ مافیہ** کے ذریعے ہی ملتی ہے۔ایک جگہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں شاعری سے بیزار ہوں اور میرے نزدیک اس سے بدتر چیز اور کوئی نہیں ہے(۲۸)۔

تصوف کے میدان میں ملفوظات صوفیہ کو ہمیشہ سے بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔مریدین اپنے مرشدین کے ملفوظات تحریری شکل میں محفوظ کرلیا کرتے تھے۔**فیہ مافیہ** نہ صرف صوفیانہ ملفوظات نگاری بلکہ **سلسلہء مولویہ** کی ملفوظاتی تاریخ میں بھی ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب اپنے عہد کے لوگوں کی عکاس ہونے کے ساتھ ساتھ **مولانا** کے خاندان کے بارے میں مستند معلومات کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔مثال کے طور پر ایک محفل میں اپنے علاقے اور خاندان کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے علاقے اور خاندان میں شاعری سے زیادہ بدنام کوئی اور کام نہیں تھا۔اگر ہم اسی علاقے میں رہتے تو ان لوگوں کی طبیعت کے مطابق ہی زندگی گزارتے اور وہی کام اختیار کرتے جو انھیں اچھا لگتا مثلاً درس دینا، کتابیں تصنیف کرنا، خطبہ اور وعظ کہنا، زہد اور ظاہری عمل اختیار کرنا(۲۹)۔

فیہ مافیہ مولانا کی محافل کی ایک اہم یادگار بھی ہے۔ان محافل میں چوں کہ ہر طبقہء زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ آتے تھے جس سے ان کی **مولانا** سے عقیدت و محبت کے علاوہ حصول علم کی خواہش کا بھی پتہ چلتا ہے کیوں کہ ان محافل میں ہونے والے علمی اور عرفانی مباحث سے حاضرین بہت کچھ سیکھتے تھے۔گویا یہ محافل ایک طرح سے ذکر الٰہی اور تزکیہء نفس کی تعلیم اور اصلاحِ باطن کے حوالے سے بھی مفید تھیں۔**مولانا** ان مجالس کے بارے میں ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مختلف علم حاصل کیے اور تکلیفیں اٹھائیں کہ میرے پاس فاضل محققین، ذہین اور بلند فکر لوگ آئیں اور میں ان کے لیے نفیس، عجیب و غریب اور باریک نکتے پیش کروں(۳۰)۔

مولانا ایک باعمل صوفی تھے۔ان کے اپنے زمانے کی اہم دینی، علمی اور سیاسی شخصیات سے بھی تعلقات تھے جن میں سے اکثر کا ذکر **فیہ مافیہ** موجود ہے جیسے معین الدین پروانہ، شیخ نساج بخاری وغیرہ۔

فیہ مافیہ چوں کہ **مولانا** کے ملفوظات ہیں اور بلاشبہ ان کی شخصیت علمی، ادبی اور روحانی حوالوں سے بلند مرتبے کی حامل ہے لہٰذا ان کی گفتگوؤں کے زیادہ تر موضوعات انسان کے اخلاقی، روحانی اور باطنی معاملات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ اسلامی عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں عقلی علوم کی جھلک بھی نظر آتی ہے جو نہ بے جواز ہے اور نہ ہی بے محل۔

اخلاقی معاملات کو زیادہ سے زیادہ بہتر کرنے کے سلسلے میں **مولانا** جن امور کی طرف توجہ دلاتے

ہیں ان میں یہ ہے کہ انسان اپنے قال سے زیادہ اپنے حال کی طرف دھیان دے، کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے، دنیاوی اقتدار کو تختۂ دار کی طرح باعثِ راحت نہیں بلکہ سراپا زحمت و آزار سمجھے اور اس سے بچنے کی کوشش کرے، ظاہر سے زیادہ باطن کی طرف توجہ دے، صبر وتحمل اور شکر و رضا کا پیکر بن کر رہے۔

مولانا عظمت انسانی کے داعی ہیں لہٰذا اس موضوع پر بھی انھوں نے بکثرت گفتگوئیں کی ہیں۔ایک گفتگو میں کہتے ہیں کہ انسان بہت بڑی چیز ہے۔اس میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے خیاطی، معماری، نجاری، زراعت، زرگری، علم نجوم، طب اور اسی قسم کی بے شمار دوسری صنعتیں آدمی کے اندر ہی سے پیدا ہوئی ہیں(۳۱)۔

انسان کے روحانی اور باطنی معاملات کی ترقی کس نہج پر زیادہ بہتر ہوسکتی ہے، اس بارے میں کہتے ہیں کہ انسان کو خود ہی اپنا جائزہ لے کر دیکھ لینا چاہیے کہ روزہ، نماز، خلوت، جمعیت وغیرہ میں سے اسے زیادہ نفع دینے والی کون سی چیز ہے اور انسان کے احوال کس چیز کو اپنانے سے درست ہو سکتے ہیں اور وہ کس طریقے پر زیادہ ترقی کرسکتا ہے پس انسان کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے(۳۲)۔

مولانا کی گفتگوؤں کا ایک اہم موضوع پہلے کے اولیائے کرام کے احوال و کوائف اور ان کے اقوال کی دلچسپ تشریح و توضیح بھی تھی۔اس سے ان کی بزگان دین سے وابستگی کا واضح اظہار ہوتا ہے۔

مولانا وسیع المشرب صوفی ہونے کے باوجود دیگر مذاہب اور ادیان پر اسلام کی فوقیت تسلیم کرتے تھے۔**فیہ مافیہ** میں دوسرے مذاہب اور ادیان کی تردید میں سیر حاصل مباحث دکھائی دیتے ہیں، خاص طور پر مسیحیت کے رد میں ایک باب عربی میں موجود ہے(۳۳)

بعض نام نہاد صوفیوں نے تصوف میں جن بدعتوں اور مختلف قسم کی ظاہر پرستانہ اور بے زوح رسومات کو رواج دیا **مولانا** نے **فیہ مافیہ** میں ان پر کھل کر تنقید کی ہے۔**مولانا** چوں کہ بہت بڑے عالم دین تھے اور عربی زبان پر مہارت رکھتے تھے اس لیے آیات واحادیث سے استشہاد بھی ان کی گفتگوؤں میں جا بہ جا نظر آتا ہے۔اس کے علاوہ عقل، عشق، روح، نفس، فرشتے، اعمال اور ان کی سزا و جزا، خودی وغیرہ جیسے اور کئی اہم موضوعات بھی **فیہ مافیہ** میں شامل ہیں۔

فیہ مافیہ میں بعض جگہوں پر کچھ موضوعات کا تکرار بھی ہوا ہے۔اس کی وجہ غالباً یہ ہوسکتی ہے کہ ان کی مجالس میں مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے تقریباً ایک جیسی نوعیت کے سوالات پوچھے ہوں گے اور مولانا نے انھیں ان کے سوالات کی مناسبت سے ہی بار بار جوابات دیے ہوں گے۔

مختصر یہ کہ **مولانا** کا دل نشیں انداز بیان، برمحل کہے گئے اشعار، موقع کی مناسبت سے لائی گئیں حکایات، آیات و احادیث، مسائل کو سمجھانے کا دل کش طریقہ، تکلفات سے عاری انداز گفتگو اور وضاحت و صراحت سے کہی گئیں باتیں **فیہ مافیہ** کی اہمیت کو دوچند کر دیتی ہیں۔

فیہ مافیہ کا اسلوب سوال و جواب کے طریقے پر مبنی ہے(۳۴)۔ **مولانا** کے لب و لہجے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کے سوال کا جواب دے رہے ہیں لیکن یہ اندازہ نہیں ہو پاتا کہ سوال پوچھنے والا کون ہے اور یہ بات چیت کس زمانے اور کن حالات میں کی جا رہی ہے(۳۵)۔ ان گفتگوؤں میں کہیں کہیں **مولانا** مجلس میں موجود بعض لوگوں کے نام بھی لیتے ہیں جیسے **معین الدین پروانہ** کا نام مختلف مقامات پر مختلف طرح سے لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر امیر، پروانہ، یا امیر پروانہ وغیرہ۔

اس کتاب کی زبان بہت سادہ اور بول چال کے قریب تر ہے۔ کہیں کہیں دقیق مسائل کی وجہ سے مفہوم سمجھنا پیچیدہ اور مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض جملے ایسے ہیں جن کے آدھے حصے میں مخاطب کو **تو** اور بقیہ آدھے حصے میں **شما** کہہ کے خطاب کیا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ جملوں کے آدھے حصے میں متکلم **من** سے اور کہیں **ما** سے لکھا ہے(۳۶)۔

اگرچہ **فیہ مافیہ** کے بہت سے حصے ضائع ہو چکے ہیں مگر جس حد تک بھی یہ مکمل صورت میں دستیاب ہے وہ ادب، تاریخ، ثقافت اور **مولانا** سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے واحد نثری ماخذ ہونے کے حوالے سے بے حد قدر و قیمت کی حامل ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات:

۱۔ رومی، مولانا جلال الدین، مولوی، غزلیات شمس تبریز، مقدمہء گزینش وتفسیر محمد رضا شفیعی کدکنی، انتشارات سخن، تہران، جلد اول، چاپ اول، ۱۳۸۸ش، ص ۲۱۔

۲۔ رومی، مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ، تصحیح و توضیح توفیق ھ سبحانی، انتشارات کتاب پارسہ، تہران، چاپ دوم، ۱۳۸۹ش، ص یازدہ۔

۳۔ رومی، فیہ مافیہ، ص دہ، یازدہ۔

۴۔ رومی، مثنوی معنوی، بسعی واہتمام رینالد نکلسن، دفتر سوم، موسسہ انتشارات امیر کبیر، چاپ سوم، ۱۳۵۳ش، ص ۱۷۱

5. Lewis, D.Franklin,Rumi,Past and Present,East and West, Thomoson Press,India, 2003,Pg 292.

۶۔ قدوسی، اعجاز الحق، مولانا جلال الدین رومی، مشمولہ پیر رومی و مرید ہندی، مرتبہ محمد اکرام چغتائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۷۲۔

۷۔ دریابادی، عبدالماجد، دیباچہ فیہ مافیہ، مشمولہ مولانا جلال الدین رومی، حیات وافکار، مرتبہ محمد اکرام چغتائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۴۸۳۔

۸۔ نعمانی، شبلی، سوانح مولانا روم، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۹۔

9. Lewis, D.Franklin,Pg 292.

10. Lewis, D.Franklin,Pg 292.

۱۱۔ رومی، مولانا جلال الدین، ملفوظاتِ رومی، ص ۵۔

۱۲۔ دریابادی، عبدالماجد، ص ۴۸۴۔

۱۳۔ رومی، مولانا جلال الدین، ملفوظاتِ رومی، ص ۶۔

۱۴۔ اکبرزادہ، ہادی، بررسی فیہ مافیہ،تصحیح میترا مہرآبادی، دنیائے کتاب،تہران،طبع دوم،۲۰۰۹ء،مشمولہ مجلّہ گزارش میراث،مرکز پژوہشی میراث مکتوب،تہران، دورۂ دوم،سال پنجم،شمارہ۴۲،۴۳،صص ۳۳۔۳۶۔

۱۵۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،تصحیح واہتمام حسین حیدرخانی،تہران،طبع سوم،۲۰۰۳ء،۶۴۵ص۔

۱۶۔ مولانا جلال الدین محمد بلخی، فیہ مافیہ،۴۴۴ص۔

۱۷۔ رومی،مولانا جلال الدین،مقالاتِ مولانا (فیہ مافیہ)، ویرایش متن،جعفر مدرس صادقی،نشرِ مرکز، تہران،۱۳۷۴،۲۰۴ص

۱۸۔ اکبرزادہ،ہادی،،ص۲۳۔

19. Lewis, D.Franklin,Pg 292.

20. Lewis, D.Franklin,Pg 292.

21. Lewis, D.Franklin,Pg 293.

22. Lewis, D.Franklin,Pg 293.

23. Lewis, D.Franklin,Pg 293.

۲۴۔ رومی،مولانا جلال الدین،ملفوظات رومی،مترجم عبدالرشید تبسم،ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور،طبع سوم،۱۹۷۹ء،۳۶۴ص۔

۲۵۔ رومی،مولانا جلال الدین،ملفوظات رومی،ص۱۰۔

۲۶۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،ص ۶۸۔

۲۷۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،ص ۲۱۔

۲۸۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،ص ۶۸۔

۲۹۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،ص ۶۸۔

۳۰۔ رومی،مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ،ص ۶۸۔

۳۱۔ رومی، مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ، ص ۴۶۔

۳۲۔ رومی، مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ، ص ۴۵۔

۳۳۔ رومی، مولانا جلال الدین، فیہ مافیہ، ص ۱۱۵۔۱۱۶۔

۳۴۔ رومی، مولانا جلال الدین، غزلیاتِ شمس تبریز، ص ۴۱۔

۳۵۔ رومی، مولانا جلال الدین، غزلیاتِ شمس تبریز، ص ۴۱۔

۳۶۔ رومی، مولانا جلال الدین، ملفوظاتِ رومی، ص ۱۲۔